Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 3 Issue 2, Fall 2023
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

سائنس اور اسلام کے تعلق پر مذہبی فکر کی تنقیح: برصغیر کے مسلم متکلمین کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

Title: **Recension of Religious Thoughts Regarding Relation Between Science & Islam: Analytical Study on Views of Muslim Theologians of Sub-Continent**

Author (s): Muhammad Rasheed, Jamil Ahmad

Affiliation (s): Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan

DOI: https://doi.org/10.32350/mift.32.07

History: Received: August 22, 2023, Revised: October 11, 2023, Accepted: October 26, 2023, Published: December 26, 2023

Citation: Rasheed, Muhammad and Jamil Ahmad. "Recension of Religious Thoughts Regarding Relation Between Science & Islam: Analytical Study on Views of Muslim Theologians of Sub-Continent." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 3, no. 2 (2023): 83–101. https://doi.org/10.32350/mift.32.07

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

سائنس اور اسلام کے تعلق پر مذہبی فکر کی تنقیح: برصغیر کے مسلم متکلمین کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

Recension of religious thoughts regarding relation between Science & Islam: Analytical study on views of Muslim Theologians of Sub-Continent

Muhammad Rasheed *

Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan.

Jamil Ahmad

Bahauddin Zakariya University, Multan, Pakistan.

Abstract

This article deals with the views of three prominent and pioneer Muslim theologians of sub-continent i.e., Sir Syed Ahmad Khan, Syed Abuul Aala Maudoodi and Maulana Wahid ud Din Khan for purification of Muslim thoughts spread over three centuries regarding Relation of Science and Islam. All three Muslim apologists agreed on the point that the western science originated in the Islamic Era and the West learnt scientific approach from the Islamic Civilization. All three Muslim scholars agreed on the point that the secret of increasing power of the west lies in its scientific researches and the decline of the Muslim world is vice-versa. They also negate the general misconception of conflict and clash between Islam and science. In their opinion neither the scientific facts are against Islam, nor Islam negate the scientific facts. The western atheist philosophers propagated that Islam and science are enemies of each other. But according to the Muslim theologians of sub-continent, the scientific knowledge is a great blessing for humanity and a powerful tool for preaching of Islam. This article also discussed the issue that in the Muslim era there was no conflict between science and Islam, but this conflict emerged in the west due to difference of their religious clergy. However, it is bitter fact that science itself has admitted that it gives the knowledge of things but not of its facts. The man wants to reveal the realities/facts of things but the science only gives the knowledge of things. In other words, the destination of man is Creator/God but science only gives little knowledge of creatures/things. All the problems of the modern man are the result of collapse of relation between man and its Creator. The greatest thing that can a Muslim may give to the west is belief in God/Creature. Muslim may give to the humanity which is utmost need of time i.e., the true path/religion. This is the only way through which Muslim may become beneficial for humanity.

Keywords: Natural Sciences, Scientific Method, Scientific facts, Laws of nature, Secular edition, Scientific Revolution, Democratic Revolution, Islamic Revolution, Scientific Plagiarism, Global Plagiarism

ا۔ تمہید

عالم اسلام کے فکری توازن میں قرآن وسنت کی خالص تعلیمات اور ان تعلیمات پر مبنی مجتہدانہ مساعی کا اہم ترین کردار رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ عالم اسلام میں قرآن وسنت کی خالص تعلیمات سے دوری اور مجتہدانہ مساعی کے زوال کے ہر دور میں فکری توازن کے انحطاط نے جنم لیا۔

*Corresponding author: Muhammad Rasheed at abuofmunzir۱۹۹۹@yahoo.com

جس کے نتیجے میں دین اور دنیا، روح اور جسم، عبادت و سیاست اور علوم عالیہ و علوم آلیہ کا جو نقطہ توازن اسلام نے اپنے پیروکاروں کو دیا مسلم سماج اسے گم کر بیٹھا اور افراط و تفریط کی ٹھوکروں کا شکار ہو گیا۔ افراط و تفریط کی انہی ٹھوکروں ہی کا ایک پہلو یہ ہے کہ دور زوال میں سائنس کے حوالے سے مسلم سماج شدید فکری الجھنوں اور عملی بے راہ روی میں مبتلا ہو گیا۔ امت مسلمہ کے دور زوال میں برصغیر کے مسلمانان جب براہ راست مغرب کی غلامی سے دوچار ہوئے تو اس دور میں سائنس اور اسلام کے حوالے سے زوردار انداز میں منفرد نقطہ نظر پیش کرنے والے پہلے راہنما سرسید احمد خاں (م:۱۸۹۸ء) تھے۔ بعد ازاں سید ابو الاعلیٰ مودودی (م:۱۹۷۹) عالم اسلام کے ان نمایاں ترین راہنماؤں اور متکلمین میں سے ایک تھے جن کی سلیس اور جاندار تحریروں میں یہ موضوع زیر بحث آیا۔ جبکہ مولانا وحید الدین خاں (م:۲۰۲۱) وہ اہم آخری داعی اور متکلم گزرے ہیں جنہوں نے اپنی اچھوتی اور دل موہ لینے والی تحریروں کے ذریعے سائنس اور اسلام کو خاص طور پر موضوع بحث بنایا۔

درج بالا تین متکلمین نہ صرف سوچ کے تین مختلف دھاروں کی نمائندگی کرتے ہیں بلکہ ان کی مساعی کا مطالعہ برصغیر کی تین صدیوں پر پھیلے ہوئے فکری مناہج سے آگاہی عطا کرتا ہے۔ اسی بنا پر اس مقالہ میں سائنس اور اسلام کے حوالے سے ان اہل علم کے نقطہ نظر کا تحقیقی مطالعہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ یہ مقالہ سائنس اور اسلام کے موضوع پر متوازن نقطہ نظر کی تلاش میں مددگار ثابت ہوگا۔

سائنس کی پرزور حمایت کرنے والے ہندوستان کے پہلے مسلمان راہنما سرسید احمد خاں تھے۔ وہ مسلمانوں کو سائنس سے خوفزدہ ہو کر اس سے دور ہونے اور اسے ترک کرنے کی بجائے اس سے موافق راہ عمل تجویز کرتے رہے۔ سرسید کے نزدیک مذہب اور سائنس کے ٹکراؤ کا نظریہ اپنانے والے لوگ فریب زدہ اور غلط سوچ کے حامل ہیں۔ کیونکہ مذہب کا موضوع سائنس سے مختلف اور علیحدہ ہے۔ نیچرل سائنسز اشیاء موجود کی علت کی تحقیق سے بحث کرتی ہیں جبکہ مذہب ان اشیاء کی تخلیق کی بحث کو اپنا موضوع بناتا ہے کہ مادہ کا خلق کون ہے؟ اور اس کے خواص کس نے تخلیق کیے۔[1]

سرسید کی رائے میں یونانیوں سے سائنسی علم حاصل کرنے کے بعد مسلمانوں نے اس میں بہت سے اضافے کیے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی سائنسی ترقی مغربی سماج پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ ان کے نزدیک مسلم دور میں تدریسی جامعات کی بہتات تھی۔ مسلم دور عروج کے گراں قدر تعلیمی ادارے ساری دنیا میں مشہور تھے۔ اندلس (موجودہ اسپین) کی لائبریری میں ایک لاکھ کتابیں موجود تھیں۔ اور یہ مسلمان ہی تھے جن کی وجہ سے یورپی اقوام نے علمی و تہذیبی ترقی کا سفر طے کیا۔ اپنے دعوے کے حق میں وہ مغرب کے ایک محقق کا دعویٰ پیش کرتے ہیں جس کی روسے یورپ نے سائنس اور تحقیق کی روشنی عالم اسلام سے حاصل کی۔ لہٰذا قرطبہ سے پھوٹنے والی سائنس اور تہذیب کی روشنی سے پورا مغرب روشن ہو گیا۔[2]

مسلمانوں نے یونانی علوم کو عربی میں منتقل کیا اور ان علوم کی مزید نشوونما کی۔ یہی وجہ ہے کہ خلیفہ منصور نے مختلف سائنسی علوم کی گراں قدر خدمات سرانجام دینے والے اہل علم و محققین کو بیش قیمت انعامات عطا کیے۔ عباسی فرمانروا مامون الرشید نے دنیا بھر کی معروف لائبریریوں سے کتابیں نہ صرف حاصل کیں بلکہ ان کے تراجم بھی کروائے۔ اور اسی قسم کی خدمات اسپین کے مسلم حکمران نے بھی سرانجام دیں۔ جبکہ بعد

---

[1] سرسید احمد خاں، **مقالات سرسید** (مرتبہ: محمد اسماعیل پانی پتی)، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۴)، ۳:۲۸۱-۲۸۲

[2] سرسید، **مقالات سرسید**، ۱۲:۲۳-۲۵

ازاں یہی رویہ مغرب نے اختیار کیا اور اندلس کے تعلیمی اداروں سے اس وقت کی سائنسی و علمی زبان یعنی عربی سیکھی اور عربی میں منتقل شدہ سائنسی علوم کو یورپی زبانوں میں منتقل کیا۔ اس کام کی ابتدا پادری 'کانسٹنٹن' نے کی تھی [۳]۔ سرسید اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مسلمانوں نے یونانی علوم کو غیر معمولی ترقی دی۔ اور جدید مغرب آج علوم و سائنس کی امامت کے جس مقام پر پہنچ چکا ہے اس کی داغ بیل ڈالنے والے مسلمان تھے [۴]۔

۲۔ سائنس اور مذہب میں ٹکراؤ کا مسئلہ

سرسید کی رائے میں عالم اسلام میں یہ بات تو متفق علیہ ہے کہ جدید سائنسی علوم کی تحصیل دنیاوی اصلاح کا ذریعہ ہیں۔ لیکن سائنس کو دینی معاملات کی اصلاح میں کوئی عمل دخل حاصل نہیں ہے۔ اس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ ہندوؤں، مسلمانوں اور عیسائیوں میں سے نئے سائنسی و یورپی علوم کو سیکھنے والے اپنے مذہب و عقیدہ سے دستبرداری اختیار کر لیتے ہیں۔ کیا جدید سائنس کا مذہب سے ٹکراؤ ہے؟ اس بات کی جانچ کرنے کے لیے سرسید نے خود تحقیق کی۔ اور یہ نتیجہ نکالا کہ قرآن اور سائنس میں کوئی تضاد و تصادم نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کائنات work of God ہے جبکہ آیات قرآنیہ Word of God ہے۔ ان کا اصرار ہے کہ ان دونوں میں کبھی تضاد اور ٹکراؤ نہیں ہو سکتا۔ یعنی سائنس کا قرآن حکیم سے کوئی تصادم نہیں ہے اور نہ ہی آیات قرآنیہ کا سائنس سے کوئی ٹکراؤ ہے۔ انہوں نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے تصریفی اسلوب اختیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے 'مصنوعات کائنات' کی ترکیب استعمال کی اور اس بات پر زور دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق (تصنیع) کے خلاف کوئی بات نہیں کی اور نہ ہی اس کی تخلیق و مصنوعات اس کے کلام کی مخالفت کرتی ہیں۔ [۵]

سرسید احمد خاں سائنس اس نظریے کے قائل ہیں کہ جس طرح سائنس ترقی کرتی ہے اسی طرح سائنس سے متعلق قرآن کے الفاظ کا مفہوم بھی ترقی کرتا ہے۔ سرسید اپنے اس نظریے پر اس اعتراض کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ نظریہ قرآن حکیم کو بازیچہ اطفال بنانے کی سعی ہے۔ اس کا جواب ان کی رائے میں یہ ہے کہ اس کے برعکس یہ درحقیقت قرآن حکیم کی ابدی راہنمائی کی تائید و تصویب کرنے والا نظریہ ہے۔ یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ اس کی آیات سائنس کے ہر دور میں رہبر و راہنما بن کر نمودار ہوتی ہیں۔ چنانچہ اولین دور کے آیات قرآنیہ کے مفاہیم کی ماڈرن سائنس کی رو سے جو تغلیط و تردید کی جا رہی ہے یہ قرآن کے الفاظ کا نقص نہیں بلکہ درحقیقت فہم انسانی کا نقص ہے کہ اس نے ایک مخصوص دور کے فہم میں آیات قرآنیہ کے مفہوم کو قید کر دیا۔ اسی وجہ سے سرسید کا ماننا ہے کہ مستقبل میں سائنسی ترقی کی صورت میں اگر موجودہ حقائق سمجھے جانے والے سائنسی امور غلط ثابت ہو جائیں تو ہم دوبارہ قرآن سے رجوع کر کے الفاظ کے نئے معانی دریافت کریں گے۔ لہٰذا یہ ماننے بغیر چارہ نہیں کہ پہلے زمانے میں قرآن کے الفاظ کے جو معانی متعین کیے گئے وہ انسانی علم کا نقص تھا اس میں قرآنی الفاظ کا کوئی نقص نہیں ہے۔ [۶]

---

[۳] سرسید، **مقالات سرسید**، ۱۲: ۳۰-۳۱

[۴] سرسید، **مقالات سرسید**، ۱۲، ۱۶۳

[۵] سرسید احمد خاں، **مقالات سرسید**، ۲: ۱۹۸-۲۴۸

[۶] سرسید، **مقالات سرسید**، ۲: ۲۵۶-۲۵۷

۲.۱۔ جدید علوم اور مذہب

سرسید کا ماننا ہے کہ ماڈرن مغربی علوم کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی اشاعت اور غلبہ رائج اسلامی فکر کو نیست و نابود کر کے رکھ دے گا۔ اس چیلنج سے صرف اسی صورت نبرد آزما ہوا جا سکتا ہے کہ ایک تو ان علوم کے اسلام مخالف اجزاء کو غلط ثابت کر دیا جائے اور دوسرا جو اجزاء غلط ثابت نہ ہو سکیں اسلام کے مسائل کو ان کے موافق ثابت کر دیا جائے۔ مسلمانوں کے اولین دور میں یہی معاملہ یونانی فلسفہ کے ساتھ کیا گیا۔ ان کے نزدیک جدید دور نے انسان کو قدیم دور سے زیادہ مسائل و مشکلات سے ہمکنار کیا ہے۔ لہٰذا عالم اسلام کے اہل اسلام کا یہ فریضہ ہے کہ وہ جدید علوم کا سامنا کریں اور جدید علوم کے مخالف اسلام اجزاء و افکار کو غلط ثابت کر دیں یا پھر اسلامی افکار کو علوم جدیدہ کے موافق و ہم آہنگ ثابت کر دیں۔ جدید دور کے تناظر میں نصرت اسلام اور تحفظ دین کی یہی ایک صورت ہے[7]۔ سرسید کی رائے میں علم و ٹیکنالوجی کے مراکز چونکہ مغرب اور امریکہ ہیں اس لیے عالم اسلام کو ان کی مثبت اور تعمیری صفات سے استفادہ کرنا چاہیے۔ وہ انسانیت کے لیے خیر چاہنے اور ہمدردانہ رویہ اختیار کرنے کی صفت کو مغرب کی سب سے بڑی صفت قرار دیتے ہیں۔ نیز ان کی رائے میں یورپ کی ترقی کا سب سے بڑا محرک علم و سائنس کے ساتھ اس کا والہانہ لگاؤ ہے۔[8]

چونکہ سید مودودی انگریزی زبان پر عبور رکھتے تھے، اس لیے عالم اسلام پر مغربی غلبہ کی تفہیم و استرداد کے لیے اس کا فہم اس کے بنیادی سرچشمہ اور ماخذ سے حاصل کیا۔ ان کی متعدد کتب، تقاریر اور تفسیر میں ان کا مطالعہ مغرب بکھرا ہوا ملتا ہے۔ لہٰذا سائنس اور مغرب کے موضوع پر سید ابو الاعلیٰ مودودی کی فکر کا جائزہ درج ذیل سطور میں پیش کیا جاتا ہے۔

سید مودودی کی رائے میں سائنسی اپروچ کا سرچشمہ تجربات، مشاہدات و حواس ہیں۔ مزید یہ کہ سائنسی علم کے حصول کے لیے آسمانی علم ناگزیر نہیں ہے۔ ان کے نزدیک سائنس ایک ایسا علم ہے جس کے حصول کے لیے وحی لازم نہیں ہے۔ چنانچہ اس نوع کا علم خالص الٰہی علوم کا محتاج نہیں۔ اس کے برعکس یہ انسان کے غور و فکر، تلاش، جستجو، اور تحقیق کا دائرہ کی چیز ہے۔ بالفاظ دیگر اس کی حدود انسانی علم سے جڑی ہوئی ہیں جس کے لیے رسالت و وحی ناگزیر نہیں ہے۔ لہٰذا اس دائرے کی مطلوبہ معلومات کے ذرائع انسان کو عطا ہو چکے ہیں[9]۔ مختصر یہ کہ فزیکل علوم کی تحقیق کے ذرائع انسانوں کے خالق نے انسان کو ودیعت کر دیئے ہیں اور انسان میں وہ اہلیت اور صلاحیت رکھ دی گئی ہے جن کی مدد سے انسان اپنے موجودات کائنات کا مطالعہ کرتا ہے، اپنے تجربات اور غور و فکر سے موجودات کائنات کے خواص اور قوانین دریافت کرتا ہے اور انسان کے مادی نفع و عروج کے لیے اس کا بہترین استعمال کرتا ہے اور اشیاء کائنات سے انسانی خدمت کا کام لے سکتا ہے۔[10]

[7] سرسید، **مقالات سرسید**، ۱۰: ۲۵۲-۲۵۳

[8] سرسید، **مقالات سرسید**، ۱۲: ۲۸

[9] سید ابو الاعلیٰ مودودی، **خطبات یورپ** (مرتب: اختر حجازی)، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن)، ۱۷۱-۱۷۲۔

[10] مودودی، **خطبات یورپ**، ۵۴-۵۵

وہ سائنس کے تعمیری کردار کو اجاگر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی رائے میں جدید دور کی تمام ترترقیاں فزیکل علوم میں انسان کی تحقیق وترقی کی مرہون منت ہیں۔ انسان نے اپنی تحقیق کی اسی طاقت کو استعمال میں لاکر حیرت انگیز ایجادات کو ممکن بنایا۔ اور یہی چیز انسانی تہذیب کی ترقی کا موجب بنی۔[11]

اپنے نقطہ نظر کی مزید وضاحت انہوں نے ان الفاظ میں کی:

"سائنس کے مختلف شعبوں میں انسان تحقیق کے جتنے قدم آگے بڑھاتا جارہا ہے، اس کے سامنے خدا کی بہت سی وہ نعمتیں بے نقاب ہوتی جارہی ہیں جو پہلے اس سے بالکل مخفی تھیں"۔[12]

۳۔ جدید مغربی علوم کا احیاء اور اس کا محرک

مولانا کے نزدیک مغرب کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک ان علوم کی بدولت برپا ہوئی جو مغرب نے اسلامی تمدن سے حاصل کیے۔ مغرب کے انہی افراد نے علوم کی اشاعت نو کا بیڑا اٹھایا جنہوں نے اسپین کے مسلم تعلیمی اداروں سے علم کی پیاس بجھائی۔ ان کی رائے میں اس دور میں مغرب کے اہل علم، حتیٰ کہ مذہبی راہنما تک، عربی زبان میں تحریری و تقریری اظہار کو قابل فخر سمجھتے تھے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ مغرب کے مختلف ممالک کے بعض مسیحی متکلمین کی کتب یہ حقیقت منکشف کرتی ہیں کہ ان کے فلاسفہ و متکلمین کی درجنوں آراء و تصنیفات مسلم محققین کے چربہ کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ سوائے اس کے کہ اپنی ان چربہ آراء و تصنیفات میں انہوں نے عقیدہ تثلیث کو شامل کرلیا۔ لہٰذا یورپ کی قوت و ہیبت کی بڑی وجہ علم و سائنس کے میدان میں ان کا قیادت کے مقام پر فائز ہونا ہے۔ اس کے برعکس عالم اسلام میں دو تین سو سال کے جمود کی وجہ سے عالم اسلام مفتوح ہو گیا اور یورپی اقوام فاتح بن کر نمودار ہوئیں۔ یہی وہ جوہری تبدیلی تھی جس کی وجہ سے کہ مسلم عوام وخواص کے دلوں اور اذہان پر مغربی سائنس و ٹیکنالوجی اور سولائزیشن کی دہشت و دھاک بیٹھ گئی[13]۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی سائنس اور مذہب کو دوست قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک سائنسی سوچ کی سچی راہنمائی سچا مذہب کرتا ہے۔ اور مذاہب میں اسلام کو وہ مقام حاصل ہے جو سائنس و مذہب کی کامل ہم آہنگی کا علمبردار ہے۔ جدید دور میں اسلام کو جس چیز نے سائنس سے دور کیا ہوا ہے وہ اسلام کی تعلیمات میں کسی خرابی کا نتیجہ نہیں بلکہ اسلام کے پیروکاروں کے بدعملی اور سائنسی فلاسفہ کی جہالت و متعصبانہ رویہ کا نتیجہ ہے[14]۔

---

[11] مودودی، **خطبات یورپ**، ۵۴

[12] مودودی، **تفہیم القرآن**، (لاہور: ترجمان القرآن، ۱۹۸۸)، ۴: ۲۰

[13] مودودی، **قوموں کے عروج وزوال پر علمی تحقیقات کے اثرات**، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۹۲)، ۵۹۔۶۱

[14] مودودی، **تنقیحات**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز)، ۸۷-۸۸

انہوں نے واضح کیا کہ انسان محض اپنی علمی تحقیقات کی بنیاد پر نہ ہی تہذیب کی تعمیر کر سکتا ہے اور نہ ہی آفاقی اخلاقی اصول وضع کر سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل اس بات سے عاجز ہے کہ وہ محض اپنی تگ و دو سے انسانی زندگی کے لیے متفقہ اصول مدون کر سکے۔ اس کے برعکس انسان کی زندگی کا یہ ایسا عظیم پہلو ہے جس کی تعمیر و ترقی کے لیے وحی الٰہی ناگزیر ہے[15]۔

۱.۳۔ سائنس و قرآن کے تصادم کا نظریہ

مولانا اس رائے کی بھی تغلیط کرتے ہیں کہ قرآنی حقائق محقق سائنسی نتائج سے ٹکراتے ہیں۔ ان کی رائے میں سائنسی نظریات اور مفروضات سے ٹکراؤ اور چیز ہے جبکہ سائنسی حقائق سے ٹکراؤ ایک اور چیز۔ اول الذکر تصادم کا وہ انکار نہیں کرتے۔ لیکن موخر الذکر تصادم ان کے نزدیک ممکن نہیں[16]۔ اپنی ربع صدی کی تحقیقات کا خلاصہ وہ بیان کرتے ہیں کہ سائنسی ترقی کے سفر میں کوئی ایسی سائنسی حقیقت دریافت نہیں ہوئی جو قرآن سے متصادم ہو۔ تاہم شروع میں جن سائنسی نظریات کو حقیقت تسلیم کیا گیا بعد میں یہ نظریات خود ہی مسترد ہو گئے اور پھر نئے نظریات نے ان کی جگہ لے لی۔ اسی بنیاد پر ان کا ماننا ہے کہ ایسے تغیر پذیر مفروضات کو سائنسی حقیقت کا درجہ دینا غلط ہے[17]۔

مولانا جدید مغربی سائنس اور ٹیکنالوجی کو مفید قرار دیتے ہوئے انہیں اسلام کا دوست قرار دیتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ:

> "مغربی علوم و فنون بجائے خود سب کے سب مفید ہیں اور اسلام کو ان میں سے کسی کے ساتھ بھی دشمنی نہیں۔ جہاں تک حقائق علمیہ کا تعلق ہے اسلام ان کا دوست ہے وہ اسلام کے دوست ہیں"۔[18]

ان کے نزدیک سائنس کے تمام شعبے بشمول فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، فزیالوجی، اناٹومی، اسٹرانومی قلب انسانی میں ایمانی احساسات کے رسوخ کا ذریعہ ہیں۔ ان کے الفاظ میں "سائنس کے حقائق سے بڑھ کر آدمی کے دل میں ایمان پیدا کرنے والی کوئی دوسری چیز نہیں ہے"۔ ان کے نزدیک یہی وہ آیات الٰہی ہیں جن کی طرف قرآن بار بار توجہ دلاتا ہے۔[19]

سید مودودی اسلام کے وجدانی سانچے کو مغربی سانچوں کی عین ضد سمجھتے ہیں۔ وہ عالم اسلام کو تاکید کرتے ہیں کہ وہ مغربی سائنس و ٹیکنالوجی سے صرف ثابت شدہ چیزیں لیں۔ لیکن مغرب کے غیر ثابت شدہ سائنسی مفروضات کو درست تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی رائے میں اسلام اور مغرب میں ٹکراؤ کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ سائنسی و سماجی علوم میں مغربی فلاسفہ کے محض ظنی قیاسات کو حقائق کا درجہ دے دیا جائے۔[20]

---

[15] مودودی، **خطبات یورپ**، ۵۵۔

[16] مودودی، **رسائل و مسائل**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۷۵ء)، ۴:۵۹-۶۰۔

[17] مودودی، **رسائل و مسائل**، ۱:۳۵-۳۶۔

[18] مودودی، **رسائل و مسائل**، ۱:۳۱۔

[19] مودودی، **تعلیمات**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ۲۰۰۲ء)، ۱۸۴-۱۸۵۔

[20] مودودی، **رسائل و مسائل**، ۳۱-۳۲۔

۲.۳۔ جدید سائنس اور مابعد الطبیعات

مولانا مودودی کی رائے میں نہ ہی سائنس اور نہ ہی فلسفہ نے کوئی ایسا ثبوت پیش کیا ہے جو کائنات کے الٰہی نظریہ کو غلط ثابت کر سکے۔ تاہم فلسفہ و سائنس کے حاملین کسی محکم دلیل کی عدم موجودگی کے باوجود محض اپنے طبعی میلان اور رجحان کی وجہ سے خدا سے بیزار اور الٰہی نظریہ کے خلاف ہو گئے۔ اس دور میں جو بھی سائنسدان مذہب کی مابعد الطبیعات کے بعض پہلوؤں کو درست قرار دیتا سائنسی حلقے اس کو قطعی غیر معتبر قرار دے دیتے اور اسے علمی حلقوں سے نکال باہر کیا جاتا[۲۱]۔ چنانچہ سید مودودی کا ماننا ہے کہ سائنسی حقائق کی کھوج میں تو ماہرین سائنس سائنسی طریقہ کو بروئے کار لائے ہیں لیکن فوق الطبعی امور کی تحقیق میں وہ سائنسی منہج کو ترک کر کے محض مفروضات و قیاسات کی پیروی کرتے ہیں[۲۲]۔

مولانا کی رائے میں عالم اسلام کا یہ اولین فریضہ ہے کہ یورپ کے تہذیبی اور فکری سحر میں مبتلا مسلمانوں کو نکالنے کے لیے اس سحر کے فسوں کو توڑا جائے۔ جس کا منہج وہ یہ بتاتے ہیں کہ سائنس و ٹیکنالوجی کے ثابت شدہ امور کو تنقید کی کسوٹی پر پرکھ کر انسانیت کا مشترکہ سرمایہ ثابت کیا جائے جس سے کسی صورت تعصب نہیں برتنا چاہیے لیکن۔ لہٰذا اس کے اخذ و استفادہ متعصبانہ رویہ اختیار کرنا غلط ہے۔ مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بات کو ثابت کریں کہ مغرب کے فلسفیانہ افکار و نظریہ زندگی سائنسی حقائق کا درجہ نہیں رکھتے لہٰذا ان کی تغلیط کرنی چاہیے اور یہ ثابت کرنا چاہیے کہ فلاسفہ مغرب نے انسان و کائنات کے متعلق جو فلسفہ دیا ہے اور اس فلسفہ پر جو سولائزیشن تعمیر کی ہے وہ غلط اور غیر سائنسی ہے۔ ان کی رائے میں مغرب کے سماجی فلسفہ میں نہ صرف باقی دنیا کے انسانوں کی بلکہ اہل یورپ کی بھی بربادی مضمر ہے۔ مغرب کے علمی حقائق تو درست ہیں مگر ان کی آڑ میں ترتیب دیا جانے والا نظریہ حیات باطل محض ہے۔[۲۳]

ان کی رائے میں مغربی سائنس کو اس لیے ناکامی سے دوچار ہونا پڑا کہ وہ واقعات و حقائق کے مشاہدات میں تو درست رویہ اختیار کرتی ہے لیکن ان حقائق کی بنیاد پر نظریات وضع کرنے کے مرحلے پر، تخلیق کے ابتدا و مقصد سے عدم واقفیت کی بنا پر، اس کو محض ناکامی نصیب ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ مسلمان سائنسدان جب تصدیق شدہ سائنسی حقائق کو سائنسی مفروضات و فلسفہ سے علیحدہ کر کے ترتیب دیتا ہے اور قرآن سے ہدایت لیتے ہوئے اپنی تحقیق و جستجو سے بہتر نظریہ حیات پیش کرتا ہے تو نوع انسانی سائنسی فلسفہ کی پھیلائی ہوئی اس گمراہی کو ترک کرنے پر آمادہ ہو گی جس کا جدید انسان شکار ہے۔[۲۴]

خاں صاحب نے سائنس کو ایک ایسا منظم علم قرار دیا ہے جو محقق اصولوں کے تناظر میں غیر جانبداری سے موجودات کائنات کا مطالعہ کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر موجودات کائنات کی تحقیق و مشاہدہ سائنس کا موضوع ہے۔[۲۵]

---

[۲۱] مودودی، **تنقیحات**، ۲۸۔

[۲۲] مودودی، **تفہیم القرآن**، ۲:۲۹۷۔

[۲۳] مودودی، **تفہیمات**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ۲۰۰۱ء) ۲:۲۵۷-۲۶۱۔

[۲۴] مودودی، **قوموں کے عروج و زوال پر علمی تحقیقات کے اثرات**، ۹۷-۹۸۔

[۲۵] وحید الدین خاں، **ماہنامہ الرسالہ**، شمارہ مارچ، (دہلی: اسلامی مرکز، ۲۰۱۸)، ۲۱۔

۳.۳۔ قرآن اور سائنس کی ایجادات وانکشافات

وحید الدین خاں معروف معانی میں قرآن کو سائنسی کتاب نہیں مانتے، تاہم ان کے نزدیک مغربی سائنس اور اس کے انکشافات قرآن حکیم کی تفہیم میں معاون ضرور ہیں۔ وہ قرآن کی تفسیر سائنسی پہلو کو ایک پہلو سے غلط قرار دیتے ہیں جبکہ دوسرے تصور کو درست[۲۶]۔ ان کے نزدیک قرآن نے فطرت کے جس علم کی اپنی آیات میں اطلاع دی ہے سائنس اس کے عملی ظہور کا دوسرا نام ہے[۲۷]۔ وہ سائنس کے انکشافات کو قرآنی کنایات کی تفصیل اور دلیل قرار دیتے ہیں۔[۲۸]

چنانچہ سائنس نے جدید انسان پر یہ احسان کیا ہے کہ انسان کے لیے علم و آگہی کا ایک لامتناہی میدان عطا کر دیا ہے۔ وحید الدین خاں قرآن حکیم کی آیت:

سنريهم ايتنا فى الافاق وفى انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق [۲۹]

یعنی ہم ان کو آئندہ اپنی نشانیاں دکھائیں گے، آفاق میں بھی اور خود ان کے اپنے اندر بھی، حتیٰ کہ ان پر ظاہر ہو جائے کہ یہ حق ہے۔[۳۰]

پیش کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اس آیت کے ذریعے ماڈرن سائنٹفک دور کی پیشینگوئی کی گئی ہے۔ چنانچہ کائنات اور کتاب اللہ دونوں ایک ہی حقیقت کے دورخ ہیں۔ دو اسباب ایسے ہیں جو سائنس کو اسلام کا معاون بناتے ہیں۔ پہلی یہ ہے سائنس انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کا مطالعہ کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ سائنسی اسلوب واستدلال عین قرآن پاک سے ہم آہنگ ہے۔[۳۱]

وحید الدین خاں کے نزدیک زمانہ قدیم کا دور سائنس سے دور تھا جس کا سبب ایک لحاظ سے اس دور کا شرک تھا جبکہ اسلام اور اس کی توحید نے ماڈرن سائنسی دور کو جنم دیا ہے۔ ان کی رائے میں اسلام کا نصب العین انسانیت کو سائنس دینا نہیں ہے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ اگر اسلام کا ظہور نہ ہوتا تو جدید سائنسی ترقیات کا ظہور بھی نہ ہوتا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے سائنسی دور اپنا آغاز نہیں کر سکا تھا۔ یہ وہ حقیقت ہے کہ جس کا اعتراف آرنلڈ ٹائن بی (م ۱۹۷۵ء) کو بھی کرنا پڑا۔[۳۲]

---

[۲۶] وحید الدین خاں، **معرفت قرآن**، (دہلی: گڈورڈ بکس، ۲۰۱۷)، ۴۔

[۲۷] وحید الدین خاں، **خدا کی دریافت**، (دہلی: گڈورڈ بکس، ۲۰۲۰ء)، ۱۸۴۔

[۲۸] وحید الدین خاں، **مسائل اجتہاد**، (دہلی: گڈورڈ بکس، ۲۰۱۴ء)، ۱۵۱۔

[۲۹] فصلت، ۴۱: ۵۳۔

[۳۰] وحید الدین خاں، **معرفت قرآن**، ۶۔

[۳۱] وحید الدین خاں، **الاسلام**، (نئی دہلی: مکتبہ الرسالہ، ۲۰۰۰ء)، ۱۶۲۔

[۳۲] وحید الدین خاں، **احیائے اسلام**، (دہلی: گڈورڈ بکس، ۲۰۱۴ء)، ۶۵/ عقلیات اسلام، (نئی دہلی: مکتبہ الرسالہ، ۲۰۰۰ء)، ۱۳۴۔

خاں صاحب کے نزدیک تاریخی طور پر ثابت ہے کہ ماڈرن سائنٹفک دور کی ابتدا یورپ نے نہیں بلکہ اسلام نے کی اور اسلام ہی سے مغرب نے سائنس کی تعلیم حاصل کی[۳۳]۔ مانٹگمری واٹ کے الفاظ میں:

"Arab science and philosophy-- contributed greatly to developments in Europe."[۳۴]

یعنی یورپ کی ترقی میں اسلامی تمدن سے پھوٹنے والے فلسفہ اور سائنسی افکار نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔

مغرب میں سائنس اور سولائزیشن مسلمانوں کے ذریعے پہنچے۔ مسلمان مغرب کے جن علاقوں میں سب سے پہلے پہنچے ان میں سسلی، اسپین اور اٹلی شامل ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عالم اسلام اپنی تمدنی ترقی کے دور میں مغرب کے جس بھی علاقے میں گئے اسے تاریکی سے نکال کر متمدن کر دیا۔[۳۵]

انہوں نے اس رائے کو شدت سے مسترد کیا ہے کہ عالم اسلام میں سائنٹفک سوچ یونانی افکار کے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ اس کے برعکس یہ قرآن کا توحید پر مبنی نظریہ تھا جس نے عالم عرب کو سائنس سے روشناس کرایا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے یونانی اور دیگر تہذیبوں کے علمی ذخیرے کو اپنی زبان میں منتقل کیا اور اس میں مزید اکتشافات و اضافہ جات کیے۔[۳۶]

ان کا استدلال یہ ہے کہ ماڈرن دور کے دانشوروں کی ایک بڑی تعداد بشمول منٹگمری واٹ، جے ایم رابرٹس، رابرٹ بریفالٹ اور گستاؤ لیبان نے یہ تسلیم کیا ہے کہ مغرب میں جدید سائنس کا آغاز عربوں کی تحقیقات کے ذریعہ ہوا۔[۳۷] وہ تاریخ سائنس کے ماہر جورج سارتن کا یہ اعتراف بھی ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ مغرب میں سائنسی مزاج کے بانی بارہویں صدی کے مسلمان تھے۔[۳۸]

یہ مسلمان تھے جنہوں نے دنیا میں سب سے بڑی طاقت اور نعمت سمجھی جانے والی چیز یعنی سائنس کے دور کا آغاز کیا[۳۹]۔ اسی بات کا دعویٰ Edward M. Bern نے اپنی کتاب Western Civilization میں کیا ہے کہ تمام جدید مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ یورپ میں علوم کے احیاء کا محرک مسلمانوں کے علوم تھے[۴۰]۔ یہی وجہ ہے کہ خاں صاحب مغرب کی سائنسی ترقی کو توحید کے ذریعے پیدا ہونے والی تبدیلی کا سیکولر

---

[۳۳] وحید الدین خاں، **اسلام: دور جدید کا خالق**، (نئی دہلی، مکتبہ الرسالہ، ۱۹۹۷ء)، ۳۷۔

[۳۴] وحید الدین خاں، **دین کامل**، (نئی دہلی: مکتبہ الرسالہ، ۱۹۹۲ء)، ۲۹۳۔

[۳۵] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ۲۹۳۔

[۳۶] وحید الدین خاں، **اسلام دور جدید کا خالق**، ۳۷-۳۸۔

[۳۷] وحید الدین خاں، **اسلام دور جدید کا خالق**، ۵۷۔

[۳۸] وحید الدین خاں، **اسلام دور جدید کا خالق**، ۶۵۔

[۳۹] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ۳۲۰۔

[۴۰] وحید الدین خاں، **عقلیات اسلام**، ۱۳۰-۱۳۲۔

نتیجہ قرار دیتے ہیں۔[41] ان کے نقطہ نظر کا خلاصہ یہ ہے اسلام کے انقلاب سے اگر اس کا آخرت کا پہلو الگ کر دیا جائے اور صرف دنیوی رخ اپنالیا جائے تو یہی وہ چیز ہے جسے دنیا مغرب کے سائنٹفک جمہوری دور کے نام سے جانتی ہے۔[42]

مولانا کا دعویٰ ہے کہ اسلامی علوم کو اگر تاریخ سے خارج کر دیا جائے تو اس کا خودکار نتیجہ یہ اخذ ہو گا کہ انسانیت کے علمی و تہذیبی عروج کو بھی خارج کرنا پڑے گا۔ لہٰذا آخری نتیجہ یہ نکلے گا کہ دنیا اسلام سے پہلے جس تاریک دور میں جی رہی تھی اسی دور میں پہنچ جائے گی۔ چنانچہ وہ سائنسی ترقی کو ظہور اسلام کی ضمنی نتیجے کے طور پر دیکھتے ہیں۔[43]

وحید الدین خاں کے نزدیک سائنسدان کا مقصد محض تحقیق اور علم ہوتا ہے جبکہ مومن کا کائنات میں غور و فکر کرنا عبرت و نصیحت کے لیے ہوتا ہے۔[44] یعنی سائنسدان کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ وہ سائنسی مطالعہ کو محض اپنی دنیاوی تعمیر کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ لیکن مومن سائنسی مطالعہ کو اسلام کی دعوت اور اشاعت کے لیے استعمال کرتا ہے اور اسے ایک علمی اوزار کے طور پر استعمال کرتا ہے۔[45] سائنسدان سائنسی مطالعہ کو محض سائنسی نقطہ نظر سے دیکھتا ہے جبکہ مسلمان کے سائنسی مطالعہ میں ایمانی محرک بھی کام کر رہا ہوتا ہے۔ سائنسدان کو اپنے مشاہدہ میں محض شماریاتی مواد ملتا ہے جبکہ سائنسی مشاہدہ ایک مومن کے قلب و نظر میں اللہ تعالیٰ کی پہچان اور معرفت میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔[46]

۴۔ جدید مغربی سائنس اور مسلم راہنماؤں کا سلبی رویہ

مولانا کا ماننا ہے کہ دو صدیوں تک صلیبیوں نے مسلمانوں سے جنگیں لڑیں مگر ان طویل جنگی سلسلوں میں وہ ناکامی سے دوچار ہوئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مسلمان سائنسی میدان میں صلیبیوں سے بہت آگے تھے۔ جبکہ صلیبی جنگوں کے بعد وہ دور شروع ہوا جب مغرب نے سائنسی ترقی کا آغاز کیا اور مسلمان اس میدان میں زوال سے دوچار ہوتے چلے گئے۔ فتوحات نے مسلمانوں کو غفلت میں ڈال دیا جبکہ صلیبیوں نے مسلمانوں کی زبان اور علوم و فنون سیکھنا شروع کر دیا۔ اسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ ہی صدیوں میں مغرب سائنس کے میدان میں قیادت کے منصب پر متمکن ہو گیا اور سائنس کی قوت کو کام میں لا کر اس نے سارے عالم اسلام کو شکست دے دی۔ سیاسی طور پر مغرب کے مقابلہ میں شکست کا سامنا کرنے کے سبب جدید دور کا عالم اسلام صرف یورپ ہی سے متنفر نہیں ہوئے بلکہ مغرب کی زبان اور سائنس و ٹیکنالوجی کی نفرت بھی ان کے دلوں میں بیٹھ گئی۔[47]

---

[41] وحید الدین خاں، **عقلیات اسلام**، ۳۰۱۔

[42] وحید الدین خاں، **اسلام دور جدید کا خالق**، ۱۰۳۔

[43] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ۲۹۸۔

[44] وحید الدین خاں، **معرفت قرآن**، ۲۹۔

[45] وحید الدین خاں، **احیائے اسلام**، ۷۰۔

[46] وحید الدین خاں، **احیائے اسلام**، ۸۰۔

[47] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ۳۰۱-۳۰۲۔

مسلمانوں کے لیے یہ بنیادی بات سمجھنا بھی دشوار ہو گیا کہ اہل مغرب کی سائنس و ٹیکنالوجی ان کا محض علاقائی علم نہیں بلکہ یہ پوری کائنات و آفاق کے رہنے والوں کا مشترکہ سرمایہ ہے۔ دور جدید کی مسلم قیادت اگر اس راز کا بروقت ادراک کر لیتی تو وہ مغربی علوم کو مغرب سے علیحدہ کر کے دیکھتے اور ان علوم کو وہ اپنے لیے طاقت سمجھ کر حاصل کرتے۔ اس کے برعکس انہوں نے نہ صرف مغرب سے بلکہ مغربی علوم سے بھی نفرت کی۔ ان کے نزدیک یہ ایک ایسی غلطی تھی جس نے مسلمانوں کو سائنس کے میدان میں پسماندہ رہنے پر آمادہ کیے رکھا۔ مسلم قیادت کے فہم کے نقص کے نتیجے میں عالم اسلام کو کئی سو سال تک پسماندہ و مفتوح رہنا پڑا۔ فہم کے اس نقص نے عالم اسلام کو مسلسل خسارے سے دوچار کیے رکھا۔[۴۸]

۱.۴۔ سائنس اور ٹیکنالوجی: مغرب بمقابلہ عالم اسلام

وحید الدین خاں کی رائے میں ۱۳ویں صدی میں مسلمان سائنس و ٹیکنالوجی اور تہذیبی وسیاسی میدان میں اقوام عالم کے مقابلے میں طاقتور ترین تھے۔ اس کے بعد یورپ مسلمانوں سے اکتساب علم کر کے آگے بڑھ گیا۔ جس کے نتیجے میں سولہویں صدی میں مغرب میں علوم کے احیاء کی تحریک کا آغاز ہوا۔ لہٰذا عالم اسلام کے تعلیمی اداروں سے علوم کی تحصیل کر کے اور بعد ازاں ان علوم کو ترقی دے کر یورپ نے اپنی طاقت میں بے پناہ اضافہ کر لیا اور پورے کرہ ارض پر فاتح بن کر ابھرا۔ چار صدیوں میں مکمل طور پر بدل گئی اور مسلمان جب اس صورتحال سے دوچار ہوئے کہ ساری دنیا پر غالب آ چکا تھا تو عالم اسلام میں یورپی زبانیں اور علوم کی تحصیل کا جذبہ پیدا ہوا۔ لیکن اس طرز عمل کا فائدہ ہونے کی بجائے یہ نتیجہ نکلا کہ مغربی علوم کی تحصیل نے مسلمانوں کو یورپ کی فکری غلامی میں مبتلا کر دیا اور اپنا تشخص بھلا کر یورپی تہذیب کے فسوں میں گرفتار ہو گئے۔ اس کی بنیادی وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عالم اسلام سے تحصیل علم کرتے وقت مغرب کا نصب العین عالم اسلام کو اسی کے ہتھیار سے شکست دینا تھا مگر اہل اسلام نے جب مغرب سے اکتساب علم کیا تو مسلمانوں کا مطمح نظر صرف اہل یورپ سے قربت و عزت کا حصول تھا۔ وحید الدین خان کہتے ہیں کہ مقصد کا یہ فرق نتیجے کے فرق کی صورت میں نکلا۔[۴۹]

اس اصل فرق کی وجہ سے مغرب نے تو عالم اسلام سے علوم سیکھ کر ان ہی کو شکست دے دی جبکہ بعد کے ادوار میں اس کے برعکس مسلمان یورپ کے علوم کی تحصیل کے نتیجے میں بھونڈے نقال سے بڑھ کر اور کچھ نہ بن سکے۔ اسی لیے ان کا ماننا ہے کہ مغربی سائنس و ٹیکنالوجی اور علوم کی تحصیل میں عالم اسلام کا نصب العین یہ ہونا چاہیے کہ اس کے ذریعہ مغرب کا مقابلہ کیا جا سکے اور اسلام کو غالب کیا جا سکے۔[۵۰]

مولانا نہ صرف عالم اسلام کے حال کا ناقدانہ جائزہ لیتے ہیں بلکہ وہ مغرب کے ماضی کو بھی تنقیدی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ جس سائنس کا اسلامی دور میں اسلام سے تصادم نہیں ہوا، مغرب میں پہنچ کر اس کا مذہب سے تصادم کا حادثہ پیش آ گیا۔ جب مسلم ماہرین فلکیات نے یہ نظریہ پیش کیا کہ ارسطو کے مفروضہ کے برعکس زیادہ امکان یہ ہے کہ زمین سورج کے گرد گھوم رہی ہو تو اس وقت مسلم سماج نے اس نظریہ

[۴۸] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ۳۰۵-۳۰۶۔

[۴۹] وحید الدین خاں، **عقلیات اسلام**، ۱۳۰۔

[۵۰] وحید الدین خاں، **عقلیات اسلام**، ۱۳۳۔

کو مذہب کی مخالفت قرار نہیں دیا۔ لیکن بعد ازاں جب یہی بات نکولس کوپر نیکس نے کہی تو وہ مسیحی عدالت میں مجرم قرار دے دیا گیا اور اسے خدا کے بیٹے کی توہین قرار دیا گیا کہ اس کی جائے پیدائش کی بجائے دوسرے اجرام سماوی کو محور قرار دے دیا جائے۔[51]

۴.۲۔ جدید سائنسی سولائزیشن کی اساس: گلوبل پلیجرازم

خاں صاحب پلیجرازم کے بارے میں یورپ کی حساسیت اور اس جرم کی انتہائی سزا کا ذکر کرتے ہیں کہ دوسروں کے افکار کو اپنا بنا کر پیش کرنے والوں کی سزا کے لیے نہایت سخت مغربی قوانین رائج ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرقہ ثابت ہونے پر سرقہ پر مبنی تحقیقی کام کی وجہ سے حاصل ہونے والی تمام عزت، عہدے، رتبے اور ڈگریاں چھین لی جاتی ہیں۔ مولانا کہتے ہیں کہ سترہویں صدی عیسوی میں دنیا میں سائنسی دور کا آغاز ہوا۔ انسان نے فطرت کی کھوج لگا کر ہزاروں سائنسی قوانین دریافت کر لیے، اور نئے علوم و فنون کی داغ بیل ڈالی جس کے نتیجے میں مغربی تہذیب کی تشکیل ہوئی۔ وہ کہتے ہیں کہ مغرب کے سائنسی قوانین (Scientific Laws) درحقیقت خدائی قوانین (Divine Laws) تھے۔ مگر مغرب کے فلاسفہ وسائنسدانوں نے یہ کیا کہ انہوں نے نظام فطرت سے حاصل ہونے والے خدائی قوانین کو سائنٹفک لاز کا نام دے کر یہ ظاہر کیا کہ یہ ان کی اپنی کاوش کے نتیجے میں ترتیب پانے والے قوانین ہیں۔ ان کے نزدیک تعلیم وصحافت کے شعبے کے پلیجرازم (سرقہ بازی) کو اگر علمی وصحافتی سرقہ قرار دیا جاتا ہے تو جدید یورپی تہذیب تعمیر کرنے والوں کا سرقہ سائنسی پلیجرازم ہے۔ علم وصحافت کے میدان کے سرقہ بازوں کا جرم جزوی سرقے کا جرم ہے جبکہ مغرب کی تہذیبی اساس اور ترقیات نظریاتی پلیجرازم پر قائم ہیں۔ یہ وہ سرقہ ہے جسے گلوبل پلیجرازم کہا جاسکتا ہے۔[52]

چنانچہ ان کا ماننا ہے کہ مغرب کی جو سولائزیشن اس گلوبل پلیجرازم کی بنیاد پر وجود میں آئی ہے، اس سولائزیشن کے معمار اور مستفید ہونے والے تمام لوگ اس گلوبل فکری پلیجرازم کے جرام کے حصہ دار ہیں۔ اسی لیے ان کی رائے میں Global Warming اور ماحولیاتی خطرات انسانوں کے خالق کی طرف سے جاری کی جانے والی سزا ہے جو اس جرم کی پاداش میں نافذ ہوئی ہے۔ اسی بنا پر ان کی رائے میں کائنات کو بنانے والی ہستی نے انسان کو اس کے اس سنگین جرم کی پاداش میں اس کرہ ارض سے مٹا دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حیات کی تقویت کا باعث بننے والا نظام رفتہ رفتہ خاتمے کی طرف بڑھ رہا ہے۔[53]

۴.۳۔ مغربی سولائزیشن اور دین کی تائید وحمایت

مغربی تہذیب پر عالمی سرقہ کا الزام عائد کرنے کے باوجود خاں صاحب کی رائے میں یورپی سولائزیشن دین کی تائید کرنے والی سولائزیشن ہے۔ ان کی رائے میں نبی اکرم ﷺ کی حدیث[54] کے حوالے کی روشنی میں دیکھا جائے تو یورپی اقوام نے جدید دور میں دین کی تقویت وتائید کے

[51] وحید الدین خاں، **عقلیات اسلام**، ۱۶۲۔

[52] وحید الدین خاں، **معرفت قرآن**، ۵۰-۵۱۔

[53] وحید الدین خاں، **معرفت قرآن**، ۵۳-۵۴۔

[54] حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی، **المعجم الکبیر**، حدیث نمبر ۱۴۶۴۰۔

وسائل تخلیق کرنے کا کردار بخوبی نبھایا ہے۔ جبکہ مسلم دنیا مغرب سے متنفر ہوگئی۔ نفرت کی نفسیات نے مسلمانوں کو مخالفین کے دامن میں پوشیدہ اپنے زبردست حمایتی عناصر سے بے خبر کر دیا۔[55]

وحید الدین خاں ایک حدیث 'ان الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر'[56] یعنی اللہ تعالیٰ اس دین گناہگار انسان کے ذریعے تقویت دے گا، کی تشریح کرتے ہوئے یہ نکتہ آفرینی کرتے ہیں کہ اس حدیث میں جس فاجر انسان کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد سیکولر انسان ہے۔ وہ اس حدیث میں بیان کیے گئے سیکولر حمایتی یورپی سولائزیشن کو قرار دیتے ہیں۔ امر واقعہ کی رو سے مغرب کی سولائزیشن مادہ پرستانہ سولائزیشن ہے لیکن اس سولائزیشن کے پیدا کردہ وسائل و ذرائع اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا آلہ بننے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لیے مادہ پرستانہ سولائزیشن ہونے کے باوجود یہ دین کی نشر و اشاعت کے نقطہ نظر سے ایک موافق تہذیب ہے۔ وہ تاکید کرتے ہیں کہ مغرب کے اسلام مخالف عوامل و عناصر کو ایک طرف رکھ دیا جائے اور اس کے ان پہلوؤں پر نگاہوں کو مرکوز کرنے کی ضرورت ہے جو کہ اسلام کے موافق ہیں۔ کیونکہ اس تہذیب نے ہماری موجودات کائنات کے جن مخفی حقائق کو دریافت کیا ہے ان میں بالقوہ یہ خاصیت پائی جاتی ہے کہ وہ فکری سطح پر دین کی تصدیق کرتے ہیں۔[57]

مولانا کی رائے میں سائنس کا اسلوب قرآن و اسلام کی موافقت پر مبنی منہاج و اسلوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین کے بہترین مدعو اہل مغرب بن چکے ہیں۔ لیکن عالم اسلام مغرب کی نفرت کی نفسیات کی وجہ سے اس دعوتی امکان کو بروئے کار لانے میں ناکام ہوگئے ہیں جو اس نئی تہذیب نے پیدا کیے ہیں۔ اگر مسلمان اس اہم نکتہ کو سمجھ جاتے تو وہ مغربی سائنس اسلام کی نشر و اشاعت اور تائید کے لیے استعمال کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔[58]

جدید سائنسی حقائق قرآن کے بیانات کی حیرت انگیز طور پر تائید کرتے ہیں۔ اسی بنیاد پر ان کا اصرار ہے کہ ماڈرن سائنٹفک ایجادات مسلمان کی نظر میں علمی اوزار کی حیثیت رکھتے ہیں[59]۔ ان کا ماننا ہے کہ ہمارے اہل علم مغرب کا عمیق فہم حاصل کرتے تو وہ اسے عالم اسلام اور عالم انسانیت کے مفاد کے لیے استعمال کرتے لیکن سطحی معلومات نے مسلمانوں کو اس کا مخالف بنا دیا۔[60]

وہ سائنس کو اسلام کا علم کلام قرار دیتے ہیں۔ لیکن عالم اسلام کی مغرب اور اس کی سائنس سے تنفر و دوری کا نتیجہ ہے کہ لامذہب ذہن نے سائنس کو ہائی جیک کر لیا۔ عالم اسلام کا تعلیم یافتہ گروہ اگر اپنا تعمیری رول وقت پر ادا کرتا تو یہی سائنس روحانی حقائق کو پانے کا ذریعہ بن سکتا تھا۔ لیکن عالم اسلام کے نقص اور کوتاہ فہمی کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔[61]

---

[55] وحید الدین خاں، **امت مسلمہ کا فائنل رول**، ۵۔

[56] ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بخاری، **صحیح بخاری**، حدیث نمبر ۳۰۶۲۔

[57] وحید الدین خاں، **امت مسلمہ کا فائنل رول**، ۵۰-۵۱۔

[58] وحید الدین خاں، **امت مسلمہ کا فائنل رول**، ۵۶-۵۷۔

[59] وحید الدین خاں، **علماء اور دور جدید** (نئی دہلی: مکتبہ الرسالہ)، ۳۹۔

[60] وحید الدین خاں، **علماء اور دور جدید**، ۴۲۔

[61] وحید الدین خاں، **امت مسلمہ کا فائنل رول**، ۵۴۔

ان کی رائے میں جدید سائنسی اسلوب سادہ اسلوب بیان ہی کو کہتے ہیں۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انسانی تاریخ میں سادہ اسلوب بیان کا اولین آغاز قرآن پاک نے کیا تھا۔ ان کی نظر میں سائنس کا اسلوب قرآن کے اسلوب ہی کی نئی شکل ہے۔ نیز وہ جدید دور میں نوع انسانی کو اسلام کے قریب لانے کے لیے سائنٹفک اسلوب کو ضروری قرار دیتے ہیں۔[۶۲]

۴.۵۔ دور شرک اور دور الحاد

وحید الدین خاں کا استدلال ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ظہور سے پہلے ہزاروں سال تک دنیا میں شرک کا غلبہ تھا۔ جسے وہ تاریخ کا دور شرک قرار دیتے ہیں، جبکہ جدید زمانے کو وہ دور الحاد قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ہر دو ادوار کی مشترکہ خاصیت یہ ہے کہ یہ ظن و تخمین، قرآن کے الفاظ میں "خرص"، کی اساس پر اپنے نظریات تعمیر کرتے ہیں۔ جدید سائنسی انکشافات اور مطالعہ فطرت نے قدیم مشرکانہ نظریہ کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا۔ اس کا ناگزیر نتیجہ توحید کا دور آغاز ہونا چاہیے۔ لیکن بد قسمتی سے مغرب اور کلیسا کی شدید محاذ آرائی اور مخالفت کی وجہ سے سائنسدان مذہب مخالف بن گئے۔ اسی کے نتیجے میں مغرب میں انیسویں صدی کا آغاز دور الحاد سے ہوا۔ دور الحاد محض ایک شدید رد عمل کی وجہ سے وجود پذیر ہوا جبکہ اس کو اپنی بنیادیں تعمیر کرنے کے لیے خالص سائنسی حقائق میسر نہیں ہو سکے۔ یہی وجہ ہے سائنٹفک ریسرچ نے واقعات کی توجیہ سیکولر اسلوب میں یعنی کائنات کے خالق کو منہا کر کے، بیان کرنے کا اسلوب رائج کیا۔[۶۳]

۴.۶۔ سائنس اور الحاد

وہ جدید ملحدانہ افکار کو دور جدید کا فتنہ قرار دیتے ہیں۔ یعنی قدیم دور میں جو کردار اور مقام شرک کا تھا وہ آج ملحدانہ افکار کو حاصل ہو گیا ہے۔ ان کی رائے میں آج ضرورت ہے کہ اعلیٰ علمی استدلال کو بروئے کار لا کر جدید ملحدانہ افکار کا ابطال کر دیا جائے۔ ان کی رائے میں جس طرح جدید دور میں سائنسی علوم کو روایتی علوم پر غلبہ حاصل ہو چکا ہے، جمہوری نظام نے شاہی نظام کو اور نجی ملکیت کے نظام نے اجتماعی ملکیت کے نظام زندگی سے خارج کر دیا ہے۔ وحید الدین خاں کا ماننا ہے کہ اسی طرز پر یہ بھی مطلوب ہے کہ نظریہ الحاد پر توحیدی نظریہ غالب آ جائے۔[۶۴]

وحید الدین خاں کے نزدیک ماڈرن سائنٹفک اکتشافات دراصل قدرت الٰہی کے مخفی راز منکشف کرنے کا ذریعہ ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی کوتاہی یہ ہے کہ انہوں نے ان سائنٹفک اکتشافات کو اسلام کی حمایت کی غرض سے استعمال ہی نہیں کیا۔ علمائے الحاد کی غلط کاری یہ ہے کہ انہوں نے ماڈرن سائنٹفک اکتشافات کی من مانی تعبیر کرتے ہوئے اسے ملحدانہ افکار کی تائید کے لیے استعمال کیا[۶۵]۔ وہ زور دیتے ہیں کہ جدید دور میں انکار خدا کی

---

[۶۲] وحید الدین خاں، **احیائے اسلام**، (نئی دہلی: گڈ ورڈ بکس، ۲۰۱۴ء)، ۸۲۔

[۶۳] وحید الدین خاں، **معرفت قرآن**، ۳۴-۳۹۔

[۶۴] وحید الدین خاں، **عظمت قرآن** (نئی دہلی: گڈ ورڈ بکس، ۲۰۰۴ء)، ۱۲۸-۱۲۹۔

[۶۵] وحید الدین خاں، **عظمت قرآن**، ۱۲۹۔

ذہنیت سائنس دانوں کی پیدا کردہ نہیں ہے بلکہ درحقیقت ملحدانہ فلسفیانہ افکار کے حاملین نے سائنٹفک انکشافات کو یہ غلط رخ دینے کی کوشش کی۔ جبکہ اس کے برعکس سائنسی انکشافات زیادہ درست طور پر اقرار خدا کے شواہد پیش کر رہی تھی۔[66]

۷.۴۔ مذہب و سائنس کی حدود

وحید الدین خاں کی رائے میں سائنسی مطالعہ سے ہم اس حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں کہ خدا کا وجود ہے۔ لیکن خدا کا انسان سے کیا تعلق ہے، اس سوال کا جواب سائنس نہیں بلکہ مذہب دیتا ہے۔ یہ وہ سوال ہے جہاں سے مذہب کی حدود شروع ہو جاتی ہیں۔ مذاہب عالم میں اسلام ہی وہ واحد سچا مذہب ہے جو اس مسئلہ کا حل سائنٹفک حقائق کی موافقت میں پیش کرتا ہے۔[67]

گزشتہ پانچ صدیوں سے بڑے بڑے سائنس دان مطالعہ کائنات میں مصروف کار ہیں۔ ان کی شب و روز کی تحقیقات نے ان پر یہ کائنات کی وسعت و بے کرانی کو بے نقاب کیا ہے حتیٰ کہ انسان کے لیے یہ ناممکن ہے کہ وہ اس کو اپنے احاطہ میں لا سکے۔ جدید ترین سائنسی تحقیق سے واضح ہو چکا ہے کہ تمام تر سائنسی تحقیقات کے باوجود ہم اس دنیا کا صرف ۵ فیصد کھوج لگا سکے ہیں۔ اور مستزاد یہ کہ سائنسدان یہ اعتراف کرنے پر بھی اپنے آپ کو عاجز پاتے ہیں کہ جو پانچ فیصد بھی انہوں نے دریافت کیا ہے اس کے بھی ایک بہت بڑے حصے کو وہ ابھی تک دریافت نہیں کر سکے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے سائنسی مطالعہ نے اسے مادہ و تخلیق کے بہت ہی معمولی حصے کی معلومات عطا کی ہیں۔ خاں صاحب اسی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب ہم مادہ و تخلیق کے بارے میں بھی صرف ۵ فیصد جان سکے ہیں تو اپنی اس سائنسی طاقت سے ہم اس کائنات کے خالق کے بارے میں مکمل طور پر جاننے کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ وہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ہم اپنے خالق کو سائنسی اعداد و شمار کے ذریعے نہیں بلکہ اس کی معرفت اس کے سامنے اپنی عاجزی کے اعتراف کے بعد شروع ہوتی ہے۔[68]

ہم اس المیے سے دوچار ہیں کہ ہمارے پاس اعلیٰ ترین ٹیکنالوجی ہے لیکن زندگی گزارنے کا تنازعات سے پاک کوئی نظریہ اور فلسفہ نہیں ہے۔ ہم جسم سے متعلقہ مسائل کے حل جاننے میں تو کامیاب ہو چکے ہیں مگر ہماری روح کے مسئلوں کا حل کیا ہے؟ اس کو جاننے میں ابھی تک ہم کامیاب نہیں ہو سکے[69]۔

انسان کو "کیا ہے؟" کے سوال کا جواب تو بہت حد تک ملتا جا رہا ہے مگر "کیوں ہے" کے سوال کا جواب تلاش کرنے میں وہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دوسرا سوال ہماری علمی بحث سے ہی خارج کر دیا گیا ہے۔ خاں صاحب کے نزدیک عقیدہ ہی وہ جواب ہے جو "کیوں"

---

[66] وحید الدین خاں، **عظمت قرآن**، ۲۱۰۔

[67] وحید الدین خاں، **عقلیات اسلام**، (نئی دہلی: مکتبہ الرسالہ: ۲۰۰۰ء)، ۶۸۔

[68] وحید الدین خاں، **خدا کی دریافت**، ص۱۰۷۔

[69] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ص۳۰۷۔

کے سوال کا جواب فراہم کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایمان یا عقیدہ ایسی چیز ہے جس کے بغیر انسان کا پر سکون زندگی گزارنا محال ہے اور ماڈرن دور کی سب سے بڑی ناکامی یہ ہے کہ اس دور کے انسان سے عقیدہ چھین لیا گیا ہے[70]۔

ان کے نزدیک ۲۰ویں صدی کے نصف تک سائنس کو آخری حقیقت اور آخری کامیابی کے طور پر جانا جاتا تھا لیکن اسی صدی کے خاتمے تک پہنچتے پہنچتے سائنس خود اس دعویٰ کے خلاف دلائل مہیا کرنے لگی[71]۔ چنانچہ وحید الدین خاں کہتے ہیں کہ انسان کو ذہنی و روحانی اطمینان مہیا کرنے میں ناکامی سائنس کی وہ سب سے بڑی ناکامی ہے جس نے انسانی زندگی کو کھوکھلا اور اس کی روح کو ناشاد و ویران کر کے رکھ دیا ہے۔[72] دوسرے لفظوں میں چیزوں کی حقیقت اور خالق کی معرفت عطا کرنے میں سائنس کی ناکامی وہ سب سے بڑا المیہ جس سے جدید دور کا انسان دوچار ہے۔[73]

وحید الدین خاں برٹرینڈ رسل کا حوالہ دیتے ہیں کہ فلاسفہ مغرب یہ اقرار کرنے پر مجبور ہیں کہ ہماری عقل ان بہت سے سوالوں کے جواب دینے سے قاصر ہے جو ہمارے لیے انتہائی اہم ہیں۔ تعجب کا مقام یہ ہے کہ مغربی فلاسفہ کے اس عجز بیان کے باوجود وہ "وحی" کا انکار کرتے ہیں[74]۔ خاں صاحب کا ماننا ہے کہ عصر حاضر میں نوع انسانی کے مسائل کا اگر بالواسطہ یا بلاواسطہ سبب دریافت کیا جائے تو وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے بندوں کا تعلق ٹوٹ گیا ہے۔ دور جدید کے انسان کے لیے اسلام کی سب سے بڑی عطا اللہ سے تعلق اور ایمان ہے[75]۔ مسلمان عالم انسانیت کو جو سب سے بڑی چیز دے سکتے ہیں وہ یہی اللہ پر ایمان اور اس کا دین ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی دور جدید کے انسان کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہ وہ فریضہ ہے جس سے سبکدوش ہونے کی صورت میں ہی عالم اسلام نوع انسانی سے اپنے تعلق کا حق ادا کر سکتا ہے اور اس کے لیے نفع مند ثابت ہو سکتا ہے۔[76]

۵۔ خلاصہ بحث

سر سید احمد خاں، سید ابو الاعلیٰ مودودی اور وحید الدین خاں اس بات پر متفق ہیں کہ سائنس نے اپنی ابتدا مسلم دور میں کی۔ اہل مغرب نے اسلامی مراکز اور اسلامی تمدن ہی سے سائنس کا علم حاصل کیا تھا۔ ان تینوں متکلمین کا ماننا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے ابتدائی عروج کے دور میں وقت کے غالب "یونانی فلسفہ" کے ساتھ یہ برتاؤ کیا کہ یونانی فلسفہ تنقیح کی اور اس کے غیر اختلافی و مفید اور قابل اصلاح عناصر کو اسلام کے تابع کر دیا جبکہ ناقابل اصلاح اور غیر مفید عناصر کی غلطی کو واضح کر دیا۔ دور جدید گزشتہ ادوار کے مقابلے میں زیادہ بڑی مشکلات پیدا کرنے کا سبب بن رہا

[70] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ۳۰۷۔

[71] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ۳۲۹۔

[72] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ۳۳۴-۳۳۳۔

[73] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ۳۳۴-۳۳۳۔

[74] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ۳۳۵-۳۳۴./ Bertrand Russell, A History of Western Philosophy, ۱۹۲۹, P ۷۸۹.

[75] وحید الدین خاں، **اسلام اور عصر حاضر**، (نئی دہلی: مکتبہ الرسالہ، ۱۹۹۵ء)، ۱۰۸۔

[76] وحید الدین خاں، **دین کامل**، ۳۳۷۔

ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ پڑھے لکھے طبقے کو جدید علوم کے چیلنج کا سامنا کرنا چاہیے۔ سر سید کا ماننا ہے کہ مسلمانوں کو مغرب سے تعمیری اور مثبت چیزیں لے لینی چاہیئں۔ تینوں مفکرین متفق ہیں کہ مغرب کی طاقت میں اضافے کا سبب علمی و سائنسی تحقیقات و انکشافات کے معاملے میں باقی دنیا سے آگے نکل جانا ہے۔ عالم اسلام کے تین صدیوں سے جمود اور مغربی اقوام کے تحرک کا نتیجہ یہ بر آمد ہوا کہ عالم اسلام مفتوح ہوتا چلا گیا اور مغرب فاتح بن کر نمودار ہوا۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی کے نزدیک علم سائنس کا ماخذ و سر چشمہ حواس خمسہ اور سائنسی تجربہ و مشاہدہ ہے اور وحی و نبوت کا براہ راست اس سے کوئی تعلق نہیں ہے یعنی سائنسی علم کے لیے براہ راست وحی کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ تینوں متکلمین سائنس اور اسلام کے مخالفت و ٹکراؤ کی نفی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک نہ ہی سائنس اپنی اصل کے اعتبار سے اسلام کے خلاف ہے اور نہ ہی اسلام سائنسی حقائق کو مذہب مخالف قرار دیتا ہے۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی کی رائے میں سائنسی انکشافات و دریافتیں قلب انسانی میں ایمان کو راسخ کرنے کی بالقوہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ مولانا وحید الدین خاں سائنس کو مسلمان کے لیے ایک علمی ہتھیار قرار دیتے ہیں جس کے ذریعے وہ دعوت حق کا کام لیتا ہے۔ چنانچہ سید ابو الاعلیٰ مودودی اور مولانا وحید الدین خاں دونوں سائنسی علم کو انسانیت کے لیے ایک نعمت قرار دیتے ہیں۔ تاہم مولانا خاں صاحب اس لحاظ سے منفرد نظر آتے ہیں جب وہ یہ نقطہ بیان کرتے ہیں کہ سائنس جب بغداد اور قرطبہ جیسے مسلم تہذیبوں کے مراکز میں پہنچی تو اس کا مذہب سے کوئی ٹکراؤ پیش نہیں آیا تھا۔ لیکن جب سائنس اٹلی اور فرانس جیسے یورپ کے مراکز میں پہنچی تو اس کا مذہب سے ٹکراؤ پیدا ہو گیا۔ وحید الدین خاں کی رائے میں اس کی وجہ اسلام اور مسیحیت کے قائم کردہ نظریات وہ تہذیبوں کا فرق ہے کہ مسلم تہذیب نے سائنس کی حوصلہ افزائی کی جبکہ مسیحی مذہبی قیادت نے اسے مذہب مخالف قرار دے کر اس کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنا شروع کر دیں۔ مغربی تہذیب پر وحید الدین خاں کا یہ نقد بھی بہت دلچسپ اور منفرد ہے کہ مغربی تہذیب خدا کی تخلیق میں کار فرما اسی کے بنائے ہوئے قوانین دریافت کرنے کے بعد ان سے خدا کا نام ہٹا دیتی ہے اور انہیں اپنے نام سے منسوب کر دیتی ہے۔ اس طرز عمل کو وہ سائنسی سرقہ (Scientific Plagiarism) کا نام دیتے ہیں۔ اسی بنا پر وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ مغربی تہذیب اور اس کی تمام ترقیاں نظریاتی سرقہ کی بنیاد پر قائم ہیں۔ انہوں نے اس طرز عمل کو عالمی سرقہ (Global Plagiarism) کا نام بھی دیا ہے۔ مغرب پر یہ سنگین الزام عائد کرنے کے باوجود وہ مغربی تہذیب کو مکمل طور پر موافق اسلام تہذیب قرار دیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ انسان عناصر کی حقیقت تک پہنچنا چاہتا ہے لیکن سائنس صرف چیزوں کے ڈھانچہ کا علم دے کر خاموش ہو جاتی ہے۔ انسان اپنے خالق کو پانا چاہتا ہے لیکن سائنس صرف "مخلوق" کا محدود علم دے کر آگے بڑھ جاتی ہے۔ جدید انسان کے تمام مسائل بالواسطہ یا بلاواسطہ اس تعلق کے ٹوٹ جانے کا نتیجہ ہیں جو اللہ اور بندے کے درمیان مطلوب ہے۔ عہد حاضر میں نوع انسانی کے لیے اسلام کی اعلیٰ ترین عطا جو ہو سکتی ہے وہ اللہ کا سچا دین اور اس پر ایمان ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سائنسی تحقیق کے حوالے سے مسلمان اگرچہ مغربی اقوام سے آگے نہیں نکل سکے لیکن عقیدہ و تصور زندگی کے میدان میں انہیں بالاتر پوزیشن حاصل ہے۔ مسلمان عالم انسانیت کے لیے صرف اسی صورت نفع مند ثابت ہو سکتے ہیں کہ وہ انسانیت کی سب سے بڑی ضرورت پوری کریں اور انسانیت کی آج سب سے بڑی ضرورت اللہ تعالیٰ سے تعلق اور اس کا خالص دین ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو آج ہم عالم انسانیت کو دینے کا سبب بن سکتے ہیں۔

کتابیات

سر سید احمد خاں، **مقالات سر سید** (مرتبہ: محمد اسماعیل پانی پتی)، (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۸۴)۔

مودودی، سید ابو الاعلیٰ، **خطبات یورپ** (مرتب: اختر حجازی)، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن)۔

مودودی، **تفہیم القرآن**، (لاہور: ترجمان القرآن، ۱۹۸۸)۔

مودودی، **قوموں کے عروج وزوال پر علمی تحقیقات کے اثرات**، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۹۲)

مودودی، **تنقیحات**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز)۔

مودودی، **خطبات یورپ** (مرتب: اختر حجازی)، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن)۔

مودودی، **رسائل ومسائل**، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۷۵)۔

مودودی، **تعلیمات**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ۲۰۰۲ء)۔

مودودی، **تفہیمات**، (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ۲۰۰۱ء)۔

وحید الدین خاں، **ماہنامہ الرسالہ**، شمارہ مارچ، (دہلی: اسلامی مرکز، ۲۰۱۸)۔

وحید الدین خاں، **معرفت قرآن**، (دہلی: گُڈورڈ بکس، ۲۰۱۷)۔

وحید الدین خاں، **خدا کی دریافت**، (دہلی: گڈورڈ بکس، ۲۰۲۰ء)۔

وحید الدین خاں، **مسائل اجتہاد**، (دہلی: گڈورڈ بکس، ۲۰۱۴ء)۔

وحید الدین خاں، **الاسلام**، (نئی دہلی: مکتبہ الرسالہ، ۲۰۰۰ء)۔

وحید الدین خاں، **احیائے اسلام**، (دہلی: گڈورڈ بکس، ۲۰۱۴ء)۔

وحید الدین خاں، **عقلیات اسلام**، (نئی دہلی: مکتبہ الرسالہ، ۲۰۰۰ء)۔

وحید الدین خاں، مولانا، **اسلام: دور جدید کا خالق**، (نئی دہلی، مکتبہ الرسالہ، ۱۹۹۷ء)۔

وحید الدین خاں، **دین کامل**، (نئی دہلی: مکتبہ الرسالہ، ۱۹۹۲ء)۔

وحید الدین خاں، **عظمت قرآن** (نئی دہلی: گڈورڈ بکس، ۲۰۰۴ء)۔

وحید الدین خاں، **اسلام اور عصر حاضر**، (نئی دہلی: مکتبہ الرسالہ، ۱۹۹۵ء)۔